شکر

نعیم صدیقی

نبیؐ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دین میں "شکر" کی بہت بڑی اہمیت ہے۔ اسی لیے حضورؐ پاک نے فرمایا:

اَلشُّکْرُ نِصْفُ الْاِیْمَان

درحقیقت شکر اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا شعور اور ان کی قدر کا احساس اور ان کے حاصل ہونے پر ان کا جواب دل اور زبان اور تمام زندگی سے دینے کا جذبہ ہے۔ انسان اللہ تعالیٰ کی نعمتوں سے اس طرح گھرا ہوا اور لدا پھندا ہے کہ اس کے لیے شکر کا رویہ اختیار کرنے کے علاوہ کوئی دوسرا راستہ ہی نہیں۔ دوسرا راستہ کفران اور انکارِ نعمت کا ہے۔

خدا نے انسان کو زندگی دی، زندگی اعلیٰ ترین درجے کی دی، بہترین جسم دیا۔ پُرزور دماغ دیا، رزق اور ضروریاتِ زندگی دیں اور پھر سب سے بڑھ کر یہ کہ ایمان جیسا نور عطا کیا اور ہدایت کا صراطِ مستقیم واضح کیا۔ دوسری چیزوں میں بیوی بچے، خاندان، مکان، جائیداد، عزت، شہرت، طرح طرح کی صلاحیتیں اور قسم قسم کی کامیابیاں سب کچھ اپنی جگہ۔ انسانی زندگی اور ایمانی زندگی بہت بڑی نعمت ہے۔ باقی جو کچھ پیش آتا ہے اس میں تکلیفوں اور غموں کا پلڑا خدا کی عنایات کے مقابلے میں کم وزن ہوتا ہے۔ لہٰذا سخت سے سخت مراحل میں بھی صبر کے ساتھ شکر کرنا واجب ہے۔

قرآن مجید سے روشنی لیں تو شکر کے متعلق ہمیں یہ رہنمائی ہے:

لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ وَلَئِنْ كَفَرْتُمْ إِنَّ عَذَابِي لَشَدِيدٌ۔

یعنی اگر تم شکر کا رویہ اختیار کرو گے تو ہم اپنی مہربانیوں میں اور اضافہ کر دیں گے اور اگر تم نے کفران کا راستہ اختیار کیا تو جان رکھو کہ میرا عذاب بہت سخت ہے۔

ایک آیت ہے:

اِعْمَلُوا آلَ دَاوُدَ شُكْرًا۔ معنی یہ ہوئے کہ اے آل داؤد شکر کے طریقے پر عمل پیرا ہو۔

ایک اور آیت ہے:

فَمَنْ شَكَرَ فَإِنَّمَا يَشْكُرُ لِنَفْسِهِ۔ مطلب یہ ہے کہ جس کسی نے شکر کا طریقہ اختیار کیا۔ اُس نے اپنی جان کے فائدے کے لیے کیا۔

بات صاف ہے کہ شکر کرو گے تو آخرت میں پورا پورا سکھ چین حاصل کرو گے۔ مگر ہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ طیبہ سے مثالیں لیں تو تمام سیرت نگار بتاتے ہیں کہ حضورؐ پاک دن بھر خدا ہی کی راہ میں تبلیغ، تدریس، عبادات اور دیگر کاموں کے بعد رات کو جاتے نماز پہ کھڑے ہو کر طویل قیام اور طویل سجدوں کے ساتھ خدا کے سامنے سخت گریہ وزاری کرتے۔ یہ بڑا دردناک منظر ہوتا تھا۔ جناب سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ایک مرتبہ آپ سے سوال کیا کہ آپ کے تو اگلے پچھلے سارے اُمور خدا نے معاف کر دیئے ہیں، پھر آپ اس قدر ذکر و عبادت کیوں کرتے ہیں؟

حضورؐ نے جواب دیا:

أَفَلَا أَكُونُ عَبْدًا شَكُورًا

کیا میں خدا کا شکر گزار بندہ نہ بنوں۔

شکر کا بھی یہ اعلیٰ مقام ہے کہ سارے دن کی درس و تدریس بھی عبادت اور اس کی وجہ سے شکر کے حکم میں داخل، باجماعت نمازیں اور معاشرے کے قضیئوں کے حل بھی عبادات

اور شکر کے حکم میں داخل — اور پھر خدا کی دی ہوئی اس توفیقِ شکر پر مزید ادائے شکر بشکل عبادتِ شبانہ!

لیکن حضور پاک کی تعلیم بھی کیا ہی عجیب شان رکھتی ہے۔ فرمایا:

لَمْ يَشْكُرِ اللهَ مَنْ لَا يَشْكُرِ النَّاس

یعنی وہ شخص جو انسانوں کا حقِ شکر ادا نہیں کرتا، وہ اللہ کا شکر ادا کرنے کے قابل بھی نہیں ہو سکتا۔

ہر انسان پر دوسرے انسانوں کے حقوق ہیں، ان کے احسانات ہیں، ان کی طرف سے حُسنِ سلوک کی کئی صورتیں ہوتی ہیں۔ معاشرے کے ادارے اس کی اور اس کے بچوں کی خدمات انجام دیتے ہیں۔ قوم کا خزانہ اس کے کئی معاملات میں دستگیری کرتا ہے یا علاقوں کو اسبابِ سہولت بہم پہنچاتا ہے۔ ان وجوہ سے بے شمار انسانوں کے لیے ہمارے اندر جذبۂ تشکر اور رویّہ خدمت کارفرما ہونا چاہیے۔ لیکن اگر کوئی شخص اس چھوٹے دائرے کے احسانات کا حقِ تشکر ادا نہیں کر سکتا تو وہ خدا کی عنایات کے اس بڑے دائرے کا کیسے جذبۂ تشکر پیش کر سکے گا جس کی عطاؤں میں سے سورج کی روشنی اور ہوا اور پانی اور سوچنے اور بولنے کی قوت کا حساب ہی ہم پر بہت زیادہ آتا ہے۔

پس سچا شکر اس طرح ادا ہوتا ہے کہ ساری زندگی شکر کے جذبے اور رویّے سے بھر جائے۔

اہلِ علم نے کتاب و سنت ہی کی روشنی میں شکر کے تین پہلو واضح کیے ہیں،

ایک ہے دل کا شکر۔ یعنی دل میں کسی احسان اور عنایت کا احساس و شعور موجود ہو۔

دوسرا ہے زبان کا شکر۔ یعنی احسان کرنے والے کا آدمی شکریہ ادا کرے اور اس کی تعریف کرے۔

تیسرا ہے تمام جسمانی قوتوں کا شکر۔ اس سے مراد یہ ہے کہ آدمی ساری قوتوں سے ایسی خدمات انجام دے کہ شکر کا حق ادا ہو جائے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات اور سیرت سے خدا کا شکر ادا کرنے کے جو

طریقے واضح ہو جاتے ہیں وہ یہ ہیں:

۱۔ انسان خدا کی رحمتوں اور احسانات و عنایات کو سمجھے اور ان میں غور و فکر کرے۔

۲۔ اسے خدا نے جو قوتیں اور نعمتیں دی ہوں ان سب کو اس کی مرضی کے مطابق اس کے بتائے ہوئے مقاصد میں استعمال کرے۔ مثلاً دماغ کی قوت، بدن کی قوت، بینائی کی قوت، علم کی قوت، قلم کی قوت، تلوار کی قوت، دولت کی قوت، اقتدار کی قوت۔

۳۔ خدا نے شکر کا رویہ اختیار کرنے والوں کے لیے ایک نقشۂ ہدایت اور ایک نظامِ شریعت اپنے انبیاء کے ذریعے بھیجا ہے، اس پر پوری طرح کاربند ہو۔ اس سلسلے میں جو کام بھی وہ انجام دے گا وہ صدقہ اور عبادت اور شکر قرار پائے گا۔

جو شخص ان تین باتوں سے ہٹ جائے اس نے گویا دینِ حق اور جادۂ شکر کو چھوڑ دیا۔

خاتمۂ کلام ہم حضورؐ پاک کی سکھائی ہوئی دو دعاؤں پہ کرتے ہیں جو ہر روز نمازوں کے بعد پڑھی جاتی ہیں۔

اَللّٰھُمَّ اَعِنِّیْ عَلٰی ذِکْرِکَ وَشُکْرِکَ وَحُسْنِ عِبَادَتِکَ۔

معنی یہ کہ اے میرے اللہ! تو مجھے اس بات میں مدد دے کہ میں تیرا ذکر کروں تیرا شکر کروں اور تیری عبادت خوبی سے انجام دوں۔

دوسری مشہور دعا، دعائے قنوت ہے جو وتر میں پڑھی جاتی ہے۔ یہ لمبی دعا کا ایک جملہ ہے:

وَنَشْکُرُکَ وَلَا نَکْفُرُکَ

ہم تیرا شکر ادا کرتے ہیں اور تجھ سے سرکشی نہیں کرتے۔

خدا ہم سب کو اپنا شکرگزار بندہ بنائے بنائے۔

اقول قولی ھٰذا واستغفروا اللّٰہ لی ولکم اجمعین۔

بشریہ ریڈیو پاکستان